کتابت مصاحف اور عِلمِ ضبط (۷)

علاماتِ ضبط کی ابتداء، ان کے متنوع ارتقاء اور ان کے زمانی اور مکانی ممیّزات کا اجمالی جائزہ

(آخری قسط)

پروفیسر حافظ احمد یارؒ

۴۸۔ ہمزۃ القطع کو ہمزۃ الوصل سے ممتاز کرنے کے لئے شروع کے نظام نقط میں اس کیلئے زرد رنگ (اور بعض علاقوں میں سرخ رنگ) کا گول نقطہ ڈالا جاتا تھا۔ (۱۳۶)
الخلیل کے طریقے میں اس کے لئے "ء" کی علامت تجویز کی گئی تھی اور یہ علامت اب تک مستعمل ہے۔ البتہ بعض افریقی ممالک میں اسے "ع" یا "ﻋ" کی شکل میں اور چین میں عموماً "ﮐ" یا "ﮐ" کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ بعض افریقی ملکوں (مثلاً نائیجریا میں یا سوڈان کے قلمی مصاحف میں) اس کے لئے زرد گول نقطہ اب تک زیرِ استعمال ہے۔

☆ ہمزہ کے طریق نطق کے اختلافات اور مختلف قراءات میں اس کے طریق ادا کے تنوع کی وجہ سے ہمزۂ قطع کی مختلف صورتوں کے لئے کچھ مختلف علامات بھی مقرر کی گئیں۔ اور اس کا موقع ضبط تو کتب علم الضبط کی سب سے طویل بحث ہے۔ (۱۳۷)

☆ کسی کلمہ کی ابتداء میں آنے کی صورت میں ہمزہ کی اس علامت قطع (ء) کا استعمال اہل مشرق کے ہاں متروک ہو گیا ہے۔ اس صورت میں وہ صرف الف پر (اور ابتداء میں ہمزہ ہمیشہ بصورت الف ہی لکھا جاتا ہے) متعلقہ حرکت دے دیتے ہیں مثلاً أَ إِ أُ کی بجائے اَ اِ اُ ہی لکھتے ہیں۔ اور ابتداء کی صورت میں وہ ہمزۃ الوصل پر بھی اسی طرح حرکات لکھتے ہیں۔ اس فرق کو ذیل کی مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔

<u>(ا) ہمزۃ القطع کی صورت میں :</u>

عرب ممالک میں أَنْذَرَ ، أُنْذِرَ اور إِنْذَار لکھیں گے

مگراہل مشرق اسے اَنْذَر 'اُنْذِر اور اِنْذار لکھیں گے۔

(۲) ہمزۃ الوصل کی صورت میں :

عرب ممالک میں اَللّٰهُ 'اَذْع اور اَهْدِنا لکھا جاتا ہے۔

مگراہل مشرق اسے اللّٰهُ 'اذع اور اهْدِنا لکھتے ہیں۔ البتہ سوڈان میں اسے اللَّهُ' اذْعُ اور اِهْدِنَا لکھتے ہیں۔

اور لیبیا میں اسے اَللّه 'اِدْع اور اِهْدنا لکھتے ہیں۔

نوٹ کیجئے کہ عرب اور عام افریقی ممالک کی علامت الصلہ (ص) آپ کو الف الوصل کی ملفوظ حرکت کے تعین میں قطعاً کوئی مدد نہیں دیتی یہ صرف شفوی تعلیم سے معلوم ہو گی۔ ہم نے اوپر الف الوصل کی حرکات ثلاثہ (ـَ ـِ ـُ) والی مثالیں دی ہیں۔ لیبیا اور سوڈان کا طریقہ ہمارے (برصغیر کے) طریقے سے مختلف ہے مگر دوسرے عرب اور افریقی ممالک کے طریق ضبط کی نسبت زیادہ معقول ہے۔

☆ ہمزہ ہی کے ضمن میں علماءِ ضبط نے اس مسئلے پر بھی بحث کی ہے کہ "لا" میں کون سا سرا لام اور کون سا الف یا ہمزہ ہے اور ہر ایک نظریہ کے حق میں دلائل دیئے گئے ہیں اور یہ بحث خاصی دلچسپ بھی ہے۔[۱۳۸] تاہم اب اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس وقت عملاً صورت حال یہ ہے کہ تمام افریقی ممالک (ماسوائے مصر) تو "لا" میں پہلے سرے کو ہی الف یا ہمزہ اور دوسرے سرے کو لام سمجھتے ہیں۔ جبکہ مصر اور تمام مشرقی ممالک میں اس کے برعکس عمل ہے۔ اس کا فرق ذیل کی مثالوں سے واضح ہو گا۔

افریقی ممالک میں وَالْأَرض 'فِي الْآخرة اور لِلْآية لکھیں گے۔

مشرقی ملکوں میں وَالْاَرض 'فِي الْاٰخرة اور لِلْاٰية لکھیں گے۔

اور مصر میں ان کو وَٱلْأَرض' فيٱلْأٓخرة اور لِلْأٓية لکھیں گے۔

افریقی ملکوں کی علامۃ صلہ (.) اور مصری علامت صلہ (ص) کا فرق اور مشرقی ملکوں میں "عدم علامت صلہ" اور "عدم علامت قطع" قابل غور ہے۔ کیا ایک نظامِ ضبط کے ساتھ پڑھنے کا عادی قرآن خوان دوسرے نظام کے مطابق لکھے گئے مصاحف میں سے قراءت پر قادر ہو سکتا ہے؟

ابدالِ حروف والی بحث ضبط سے زیادہ رسم سے تعلق رکھتی ہے اور اس سے تعلیلاتِ صرفی والی تبدیلیاں مراد نہیں ہوتیں بلکہ چار خاص مقامات پر "ص" کے تلفظ کے "س" میں بدلنے یا نہ بدلنے کی ترجیح کی بنا پر حرف "س" کو متعلقہ کلمہ میں "ص" کے اوپر یا نیچے لکھتے ہیں۔ (۱۳۹) اس کی تفصیل یوں ہے (۱) **يبصّط** (۲ : ۲۴۵)، (۲) **بصّطة** (۷ : ۶۹) (۳) **المصيطرون** (۵۲ : ۳۷) (۴) (۴) **بمصيطر** (۸۸ : ۲۲) اور قراء کے ہاں ان کے پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ (۱۴۰)

☆ مصاحف مطبوعہ لیبیا و تیونس (بروایۃ قالون) اور مصاحف مطبوعہ تیونس و مراکش و نائیجریا (بروایۃ ورش) میں ان چار مقامات پر صرف "ص" کے ساتھ کتابت کی گئی ہے اور کہیں اوپر یا نیچے "س یا سہ) نہیں لکھا گیا۔ جو شاید روایت قراءات کی خصوصیت ہے۔

☆ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے دو اساتذہ نے پاکستانی مصاحف کی اغلاط پر جو رپورٹ تیار کی ہے اس میں ان کلماتِ اربعہ میں سے مؤخرالذکر دو کلمات میں "س" کی وضع (پوزیشن) کی غلطی کو ضبط کی اغلاط میں شمار کیا گیا ہے۔ (۱۴۱) اس لئے ہم نے بھی ان کا ذکر اسی ضمن میں کر دیا ہے۔

۴۹۔ مخصوص نطقی کیفیات :

مذکورہ بالا عام علاماتِ ضبط [جن کی اجمالی فہرست پیراگراف نمبر ۳۵ میں اور جن کی تفصیل پیرگراف نمبر ۳۶ تا ۴۸ میں گزری ہے] کے علاوہ کچھ ایسی علامات بھی ہیں جن کا تعلق مخصوص نطقی کیفیات یعنی قراءات کے کسی مخصوص طریق ادا سے ہے مثلاً امالہ، اشمام، رَوم، اختلاس اور تفخیم یا ترقیق، قلقلہ وغیرہ۔ یوں تو ان کو حرکات ثلاثہ کے بعد بیان کرنا چاہئے اور کتب ضبط میں عموماً یہی ترتیب ملحوظ رکھی جاتی ہے —— کیونکہ دراصل تو یہ کسی حرکت کا ہی مخصوص صوتی یا نطقی طریق اداء ہوتا ہے۔ مگر ہم اس کی مخصوص نوعیت کی بنا پر آخر پر لائے ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ سب کیفیات اول تو تمام قراءات میں نہیں پائی جاتیں، دوسرے ان کا استعمال بہت کم، بعض معدود کلمات تک محدود ہے اور تیسرے اس لئے بھی کہ یہ کیفیات ایک طرح سے تجوید کے تکمیلی مراحل سے متعلق ہیں۔ اس لئے بھی ان کا بیان آخر پر ہونا چاہئے۔ لہٰذا ہم ذیل میں اختصار کے

ساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں :-

☆ امالہ اور اشمام کا چونکہ روایت حفص میں ایک ایک مقام ہے [ھود : ۴۱ اور یوسف : ۱۱] اس لئے بعض مصاحف میں تو اس کے لئے کوئی علامت مقرر کرنے کی بجائے متعلقہ لفظ کے نیچے باریک قلم سے "امالہ" یا "اشمام" لکھ دیتے ہیں۔ (۱۴۲) بعض مصاحف میں اس کے لئے نہ کوئی علامت بناتے اور نہ ہی کسی اور طریقے سے اشارہ کرتے ہیں ' مثلاً ایرانی مصاحف اور عام پاکستانی مصاحف۔ البتہ ایسے پاکستانی مصاحف میں سورۂ ھود (آیت ۴۱) کے سامنے حاشیے پر یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ حفص نے یہاں "ر" کو امالہ سے پڑھا ہے۔ اشمام کے لئے عام پاکستانی مصاحف میں بھی کوئی علامت یا اشارہ موجود نہیں۔ یہ علامت کی بجائے بصورت لفظ "اشمام" یا "امالہ" رہنمائی اصطلاح سے واقف آدمی کے لئے تو مفید ہو سکتی ہے مگر عام (صرف ناظرہ خواں) قاری کے لئے بے فائدہ ہے۔

بعض مصاحف میں اس ایک ایک مقام کے لئے الگ الگ علامت وضع کی گئی ہے اور "ضميمة التعريف" یا مقدمہ میں اس کی وضاحت کر دی جاتی ہے۔ (۱۴۳)

☆ ورش ' قالون اور الدوری کی روایات میں امالہ کبریٰ بھی حفص والے امالہ کے علاوہ دوسرے مقامات پر آیا ہے ' مثلاً قالون کے ہاں "هار" التوبة ۱۰۹ میں اور ورش کے ہاں لفظ "طه" میں۔ اس کے علاوہ ان کے ہاں امالہ صغریٰ (تقلیل) زیادہ ہے۔ (۱۴۴) الدوری کے ہاں بھی دونوں قسم کے "امالے" موجود ہیں۔ اسی لئے سوڈانی مصحف میں ہر دو امالہ کے لئے الگ الگ علامات اختیار کی گئی ہیں۔ (۱۴۵)

☆ رَوم ایک خاص نطقی کیفیت ہے جو ماہر اساتذہ سے زبانی سیکھی جا سکتی ہے۔ (۱۴۶) کہا جاتا ہے کہ الخلیل نے اس کے لئے بھی کوئی علامت تجویز کی تھی (۱۴۷) مگر اب مصاحف میں اس کیلئے کوئی علامت نہیں لگائی جاتی کیونکہ اس کی تعلیم شفوی ہی ہو سکتی ہے۔

☆ اختلاس کا استعمال بھی چند ایک قراءات میں اور چند کلمات میں ہے مثلاً قالون اور الدوری کے ہاں۔ اس کے لئے بطور علامت متعلقہ حرف کے اوپر یا نیچے ایک گول نقطہ بغیر حرکت کے لکھ دیتے ہیں۔ ایسا ہی گول نقطہ بعض دفعہ امالہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ (۱۴۸)

☆ بعض خاص حرفوں مثلاً "ل" اور "ر" کی تفخیم یا ترقیق کے قواعد کتب تجوید میں بیان کئے جاتے ہیں۔ خصوصاً لام جلالت (اللّٰہ) کے ضمن میں۔ مگر کسی کتابِ ضبط وغیرہ میں اس کے لئے کوئی علامت ضبط کبھی تجویز نہیں کی گئی۔ یہ پاکستانی "تجویدی قرآن مجید" کی ہی خصوصیت ہے کہ اس میں لامِ جلالت کی تفخیم اور ترقیق کے لئے مخصوص علامت ضبط اور حرف "ر" کی تفخیم یا ترقیق کے لئے " "یا "ر" کا مخصوص طریق کتابت اختیار کیا گیا ہے۔ (۱۴۹)

☆ حروف "قطب جد" جب ساکن ہوتے ہیں تو ان کا تلفظ مخرج میں ایک خاص دباؤ کے ساتھ نکلتا ہے۔ اس نطقی کیفیت کو قلقلہ کہتے ہیں۔ امالہ کی طرح قلقلہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ قلقلہ صغریٰ اور قلقلہ کبریٰ۔ (۱۵۰) تاہم نہ تو کتب ضبط میں اس کے لئے کوئی علامت مذکور ہوئی ہے اور نہ مصاحف کی کتابت میں کہیں کوئی مستعمل علامت نظر سے گزری ہے۔ اس طرح یہ بھی پاکستانی "تجویدی قرآن" کی ہی خصوصیت ہے کہ اس میں حروف قلقلہ (قطب جد) کے لئے ایک مخصوص علامت سکون "۸" اختیار کی گئی ہے۔ (۱۵۱)

☆ تعریہ یعنی حروف کو علامت ضبط سے خالی رکھنے کے بارے میں بھی بلاد مشرق اور بلاد عرب اور افریقہ میں مختلف قواعد رائج ہیں۔ ان میں سے اکثر کا ذکر ادغام اور حروفِ زوائد کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ اعادہ غیر ضروری ہے۔

۵۰۔ کتابت مصاحف میں علاماتِ ضبط کے اتنے متنوع اور مفصل استعمال کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ محض علاماتِ ضبط کی بناء پر —— استاد کی شفوی تعلیم اور تلقی و سماع کے بغیر —— صحیح نطق اور درست قراءت اور ٹھیک "اداء" کا سیکھنا ممکن نہیں۔ علامات ضبط تعلیم قراءت میں مدد و معاون ہیں مگر شفوی تعلیم سے مستغنی نہیں اور نہ ہی استاد کا بدل ہیں۔

☆ کتابت مصاحف میں علاماتِ ضبط کے اس کثیر التنوع استعمال سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ علم الضبط کو علم الرسم کی طرح کوئی ایسی تقدیس حاصل نہیں ہے کہ کسی ایک زمانے یا کسی ایک علاقے میں رائج طریق ضبط کی پابندی کو واجب قرار دیا جائے۔ (۱۵۲)

☆ اول تو روایاتِ قراءات کے اختلاف یا اداء کے اختلاف کی بناء پر علامت ضبط کا اختلاف لازمی ہے۔ گویا اختلافِ تنوع ہے اختلافِ تضاد نہیں ہے۔ (۱۵۴) اس وقت دنیا بھر میں چار روایاتِ قراءات کے ساتھ مطبوعہ مصاحف دستیاب ہیں' یعنی حفص عن عاصم' ورش عن نافع' قالون عن نافع اور الدوری عن ابی عمرو۔ جس ملک اور جس علاقے میں جو قراءت متداول ہے وہاں عام آدمی کے لئے دوسری قراءت کے ساتھ مطبوعہ مصحف سے درست تلاوت ہرگز ممکن نہیں ہوگی۔ حکومت سوڈان کے بروایۃ الدوری مصحف شائع کرنے کی وجہ یہی ہوئی کہ سوڈان میں صدیوں سے قراءت تو الدوری کی رائج تھی جس کے لئے قلمی مصاحف کا خریدنا بوجہ گرانیٔ قیمت دشوار تھا' مصر سے درآمدہ روایۃ حفص کے مطبوعہ مصاحف کم ہدیہ پر ملتے تھے۔ اس سے اہل سوڈان کی قراءت نہ الدوری کی رہی اور نہ ہی حفص کی۔ علمائے سوڈان اور حکومت سوڈان کی اس سلسلے میں جملہ مساعی کی تفصیل وہاں کی وزارتِ اوقاف کے تعارفی کتابچہ "کتابۃ المصحف الشریف" میں دی گئی ہے۔

☆ ایک ہی قراءت کی صورت میں بھی علاماتِ ضبط مختلف استعمال کی جاتی رہی ہیں اور آج بھی یہ زمانی اور مکانی اختلاف موجود ہے۔ مصر اور تمام ایشیائی ممالک میں روایت حفص عن عاصم ہی رائج ہے۔ مگر مصر' ترکی' ایران' برصغیر اور چین وغیرہ میں رائج علاماتِ ضبط میں بڑا تنوع ہے جس کی کچھ جھلک اسی مقالہ میں پیش کی گئی ہے۔ کم و بیش یہی حال ان افریقی ملکوں کے مصاحف کا ہے جہاں قراءتِ ورش متداول ہے۔

☆ اگر ایک ہی روایت قراءت (مثلاً حفص) والے تمام اسلامی ممالک مل کر اور متفقہ طور پر اپنے ہاں رائج قراءت کے لئے یکساں علاماتِ ضبط مقرر کرکے اس کو نافذ کرنے کا منصوبہ بنا سکیں تو یہ یقیناً ایک مستحسن اقدام ہوگا۔ مگر علاماتِ ضبط کے اختیار اور انتخاب میں کسی علاقائی ترجیح کی بجائے افادیت' جامعیت اور اختصار کو سامنے رکھا جائے۔

☆ یہ کام کرنے کی بجائے تمام پڑھنے والوں (خصوصاً ناظرہ خوانوں) کے لئے کسی خاص علاقے کی علاماتِ ضبط پر مبنی مصحف سے ہی قراءت لازم قرار دینا ہرگز جائز نہیں۔ اس بناء پر سعودی حکومت کا یہ اقدام کہ حرمین میں آنے والے تمام ممالک کے لوگ صرف

سعودی حکومت یا بلاد عرب کے مصاحف سے ہی تلاوت کریں' ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے سعودی حکومت نے اول تو مشرقی ممالک سے مصاحف کی درآمد اپنے ہاں بند کردی ہے۔ حجاج سے معلوم ہوا ہے کہ پچھلے دو برس سے تو کسی حاجی کو حرم کے اندر اپنا ذاتی مصحف لے جانے کی اجازت بھی نہیں دی جارہی۔ برصغیر سے مصاحف کی درآمد پر اگر تو صرف رسم عثمانی کی خلاف ورزی کی وجہ سے پابندی لگتی تو یہ ایک معقول وجہ ہے' مگر سعودی عرب کے جن نام نہاد علماء نے اپنی حکومت کو یہ غیردانشمندانہ مشورہ دیا ہے' انہوں نے سخت غلطی کی ہے۔ رسم عثمانی اور "صرف اپنے ہاں رائج علاماتِ ضبط کو" یکساں تقدیس دینا جہالت اور تعصب کی علامت ہے' علم اور دانشمندی کی دلیل ہرگز نہیں ہے[۱۵۵] کیونکہ اس طرح عملاً کم علم ناظرہ خوانوں کو غلط قراءت پر مجبور کیا جارہا ہے۔ علم الرسم کی اہمیت بلکہ تقدیس کا اپنا مقام اور درجہ ہے اور اس کی طرف مقالہ نگار شروع ہی میں (پیراگراف نمبر۲) توجہ دلا چکا ہے۔ شاید آئندہ کسی فرصت میں اس مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ پر بھی بحث کرنے کا موقع پیدا ہو جائے۔

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا

حواشی

۱۳۶) المحکم ص ۸۷۔

۱۳۷) الطراز میں یہ بحث ورق ۷۳ تا ورق ۱۷ پر پھیلی ہوئی ہے اور المحکم میں ص ۹۰ سے ص ۱۷۳ تک ہمزۃ کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ الطراز میں ہمزہ کے لئے کبھی سرخ نقطہ' کبھی زرد نقطہ اور کبھی " ء " کا استعمال تجویز کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک کا اپنا خاص موقع استعمال ہے۔ طباعت کے دور میں چونکہ ہمزہ قطع کے لئے صرف "ء" کا استعمال ہوتا ہے اس لئے اب اس کے احکام نسبتاً مختصر ہو گئے ہیں۔ اب اختلاف اور تفصیل صرف موقع ہمزہ میں ہوتی ہے نہ کہ صورت ہمزہ میں۔

۱۳۸) الطراز ورق ۱۲۰/الف بعد' المحکم ص ۱۹۷ بعد اور غانم ص ۵۸۱

۱۳۹) حق التلاوۃ ص ۱۰۵ ۱۴۰) تجویدی قرآن (مقدمہ) ص ۲۴

۱۴۱) "رپورٹ" مذکور ص ۱۰ (ضبط : ۳)

۱۴۲) دیکھئے مصحف الحلبی اور ترکی مصاحف بقلم حافظ عثمان و حامد ایتاج متعلقہ آیات۔

۱۴۳) دیکھئے تجویدی قرآن (مقدمہ) ص ۲۴' مصری مصحف (ضمیمہ) ص م' مصحف الجماھیریہ (ضمیمہ) صفحہ م۔و۔ن مصحف المدینۃ (ضمیمہ) ص۔و۔ ان سب میں امالہ و اشمام کیلئے متشابہ اور مختلف

علامات تجویز کی گئی ہیں۔ نیز اشام (کلمات مشمہ) کی مزید وضاحت کیلئے دیکھئے حق التلاوۃ ص۲۴
۱۴۴) حق التلاوۃ ص ۱۲۳ پر امالات کی وضاحت ملاحظہ کیجئے۔
۱۴۵) "کتابۃ المصحف" ص ۱۹ و ۲۰ نیز دیکھئے سوڈانی مصحف (بروایۃ الدوری) کا ضمیمۃ التعریف ص ن اور س جہاں امالہ کبریٰ اور امالہ صغریٰ کی الگ الگ علامات معہ امثلہ مذکور ہیں۔
۱۴۶) حق التلاوۃ ص ۴۲ و ۴۳۔ ۱۴۷) دیکھئے اسی مقالہ کا پیراگراف ۲۱ اور حاشیہ ۵۰
۱۴۸) مصحف الجماھیریہ (التعریف) ص م اور سوڈانی مصحف (التعریف) ص س و ع۔
۱۴۹) وضاحت کے لئے دیکھئے تجویدی قرآن مجید کا مقدمہ ص ۱۸ و ص ۲۲ اور ۲۳۔
۱۵۰) حق التلاوۃ ص ۸۴ اور ۸۵ ۱۵۱) تجویدی قرآن مجید (مقدمہ) ص ۱۳
۱۵۲) دوبارہ نظر ڈال لیجئے مقالہ ہٰذا کے پیراگراف ۳ اور حاشیہ ۴ پر۔
۱۵۳) کتابۃ المصحف ص ۱۸ اور ص ۳۱۔ ۱۵۴) ایضاً ص ۴۴
۱۵۵) مقالہ ہٰذا کے حاشیہ ۱۴۱ (پیراگراف ۴۸) میں جس رپورٹ کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں پاکستانی مصاحف کی رسم عثمانی کی اغلاط والا بیشتر حصہ تو درست ہے اور حکومت پاکستان سے رسم عثمانی پر مبنی نسخۂ قرآن شائع کرنے کی درخواست مقالہ نگار بھی اپنے ایک مضمون (فکر و نظر جلد ۲۲ شمارہ ۴) کے ذریعے کر چکا ہے۔ مگر رپورٹ مذکور میں پاکستانی مصاحف کی علامات ضبط اور شمار آیات سے متعلق اغلاط کی نشان دہی بے جا تعصب بلکہ کم علمی کی بھی دلیل ہے۔ ضبط کے بارے میں وہ اپنے ہی ضبط کے بہترین یا درست ہونے کے تعصب میں مبتلا ہیں اور شمار آیات کے سلسلے میں یہ رپورٹ تیار کرنے والے حضرات برصغیر کی علامات آیات کے نظام کو جو یقیناً زیادہ عالمانہ ہے، سمجھ ہی نہیں سکے اور خوبی کو بھی عیب شمار کر بیٹھے ہیں۔

بقیہ : دعوتِ دین کے قرآنی مناہج

۳) ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، جلد اول، ص ۵۵۳، ۵۵۴
۴) سید ابو الحسن علی ندوی، قصص النبیین، مجلس نشریات اسلام کراچی، الجزء الاول، ص ۷
۵) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، مکتبہ مدنیہ، لاہور، جلد اول، ص ۱۶۹
۶) سید ابو الحسن علی ندوی، تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص ۲۹
۷) پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور، جلد سوم، ص ۸۴۔۸۵، و تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب، ص ۲۹۔۳۰
۸) پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، جلد سوم، ص ۸۵
۹) سید ابو الحسن علی ندوی، تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب، ص ۳۳
۱۰) پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، جلد سوم، ص ۱۷۵